در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۸ جلد نمبر ۳

۱۶ دسمبر ۱۹۹۳ء یکم رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	نعت شریف	حضرت انصار الہ آبادی	۴
۳	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد انور شاہ قادری	۵
۴	فیضان اولیاء - اور ہم	زیڈ - آئی - اطہر	۱۹
۵	گدائے آستاں ہوں الخ	غلام جیلانی صبیح سالم مرحوم	۲۳
۶	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۲۴
۷	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۲۷
۸	سیر السلوک الیٰ ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۱

قیمت : ۶ روپے

شذرہ

ماحول کی آلودگی سے بیماریوں میں اضافہ ہوتا ہے

اقبال ریاض

حال ہی میں ایک تقریب کے دوران یہ انکشاف ہوا، کہ گذشتہ سال میں صوبے کے جنگلات میں جتنے درخت کٹے ہیں، وہ سو سال میں بھی نہیں کٹے، اس تقریب کے صدر صوبہ سرحد اور سابق مغربی پاکستان کے انسپکٹر جنرل پولیس حاجی محمد یوسف اورکزئی تھے، انہوں نے کہا، کہ اس صورت حال کے نتیجے میں آلودگی بڑھی ہے، جس سے پشاور جو کبھی باغوں کا شہر کہلاتا تھا، اب ناصاف اور گندہ شہر بن گیا ہے، حالت یہ ہے کہ گرمیوں میں لاہور کے مقابلے میں پشاور میں گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ درختوں کی انتہائی کمی کے علاوہ آبادی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے"

جناب یوسف اورکزئی نے، جو پاکستان ماحولیاتی فاؤنڈیشن کے سربراہ بھی ہیں۔ بڑھتی ہوئی آلودگی کے بارے میں جو تفصیلات بتائیں، اُن کے مطابق یہ آلودگی اب انتہا کو پہنچ رہی ہے، اور گلے کی خرابی، کینسر، دمہ، آنکھوں اور پیٹ کی ستر فیصد سے زائد بیماریاں آلودگی کا ہی نتیجہ ہیں، ماحول کی آلودگی کا یہ مسئلہ اگرچہ پوری دنیا کو درپیش ہے، تاہم پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک کو اس سلسلے میں کچھ زیادہ ہی پریشانی کا سامنا ہے، حقیقت یہ ہے، کہ ملک کے دوسرے شہروں کے مقابلے میں پشاور کو زیادہ متاثر ہونا پڑتا ہے۔ آبادی میں بے ہنگم اضافہ، ٹریفک کا شور، دھواں، درختوں کی کٹائی، پریشر ہارن، اور اور سائلنسروں کا شور، غلاظت سے بھری ہوئی نالیاں، تفریح گاہوں کی کمی، صفائی کا فقدان، بے پناہ تجاوزات، نکاسی آب کے نظام کی خرابی، اور بستیوں کی

دھڑا دھڑ تعمیر کے علاوہ غربت اور افلاس اس صورتِ حال کی سب سے بڑی وجہ ہے، صاف و شفاف پانی تو سرے سے دستیاب ہی نہیں، برسوں پہلے باڑے کا پانی استعمال ہوتا تھا، جو اب ناپید ہو چکا ہے، جبکہ ماہرین کے مطابق اکثر ٹیوب ویلوں کا پانی بھی صاف نہیں ہے بعض میں تو ریت ملا پانی بھی آرہا ہے۔

اور پھر ٹیوب ویل، اگر مقررہ فاصلے سے زیادہ قریب ہوں، تو قریب پڑی گندگی کو کھینچ لیتے ہیں، زیادہ مفادات اور امیر سے امیر ترین جانے کیلئے درختوں کی بے دریغ کٹائی ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں بارش میں خاصی کمی واقع ہو گئی ہے۔ برسوں پہلے یہاں ایک جمعرات سے دوسری جمعرات تک جھڑی لگتی تھی" اب یہ صورتِ حال باقی نہیں رہی۔

لوگوں میں اپنی مدد آپ کرنے کا جذبہ بڑی حد تک مفقود ہو گیا ہے۔ اور وہ ہر کام کیلئے حکومت کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ انگریز اپنے دور میں ملک میں لا اینڈ آرڈر مستحکم کرنے کے علاوہ اسے ویلفیئر سٹیٹ بنانا چاہتا تھا، وہ اسے ویلفیئر سٹیٹ تو نہیں بنا سکا۔ البتہ لا اینڈ آرڈر کا تحفظ ضرور کیا تھا۔

لیکن ہم ہیں کہ نہ تو اسے ویلفیئر سٹیٹ بنا سکے ہیں، اور نہ لا اینڈ آرڈر کا ہی تحفظ کر سکے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے، کہ آلودگی پہ قابو پانے کیلئے درختوں کی کٹائی کو سختی کے ساتھ روکا جائے۔ پرانی گاڑیوں کو ہٹایا جائے، اور سائلنسروں اور پریشر ہارن وغیرہ کے شور پہ قابو پایا جائے، جبکہ سماجی اداروں اور بلدیہ کو بھی اس سلسلے میں اپنا فرض ادا کرنا چاہئیے

— ☆ —

جلوۂ نیم شب

حضرت انصار الٰہ آبادی

محمدؐ کے پردے میں حق جلوہ گر ہے،
حقیقت ہے یا میرا حسنِ نظر ہے

یہاں نورِ وحدانیت جلوہ گر ہے،
مدینے کی ہر شب نویدِ سحر ہے

جہاں طائرِ وہم بے بال و پر ہے،
وہیں یا نبی آپ کی رہگذر ہے

مجھے شوقِ طیبہ تمہیں شوقِ سینا،
کلیم! اپنا اپنا مذاقِ نظر ہے

تصور میں ہوتا ہے اکثر یہ دھوکا،
سرا سر ہے یا آپ کا سنگِ در ہے

محمدؐ کے پرتو سے کونین روشن،
جو کچھ ماسوا ہے فریبِ نظر ہے

حرم دل ہمارا ہے، آنکھیں مدینہ،
محمدؐ کے انوارِ خالق کا گھر ہے

جسے حفظ واللیل ہو والضحیٰ ہو،
اُسی کی ہے شام اور اسی کی سحر ہے

کبھی تو جبیں سائی جی بھر کے ہو گی
اگر اپنے قابو میں انصار سر ہے

— ¤ —

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

(سید محمد انور شاہ قادری لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گل بہار پشاور)

ظلمت کدۂ ہند میں اسلام کی پہلی کرنیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پھیلائیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پچیس صحابہ کرام مختلف ادوار میں ہندوستان تشریف لائے لے اشاعت اسلام کے اس مقدس سلسلے کو صوفیائے کرام نے آگے بڑھایا۔ اپنے میٹھے بولوں سے اہل ہند کے دلوں کو لبھایا۔ روح کو تڑپایا۔ یہاں تک کہ ان کے دلوں کو بدل دیا۔ رام سے رحیم کہلوایا، اور لوگ دھرم سے دین کے دائرے میں داخل ہوئے ۲ے اہالیان ہند کے قلوب و اذہان کو نورِ اسلام سے منور کرنے میں اسلام کے چاروں روحانی سلاسل (چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، اور سہروردیہ) نے اہم کردار ادا کیا، لیکن ہندوستان کی روحانی فتح اور اس سرزمین میں اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے حکمتِ الہٰی نے چشتی سلسلے کو انتخاب فرمایا ۳ے۔ حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۲۹ ھ)، وہ پہلے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان میں چشتیہ سلسلے کی داغ بیل ڈالی۔ لیکن اِس کو پروان چڑھانے اور پھیلانے کا کام حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا ۴ے، جس طرح سلطان محمود غزنوی کی سیاسی فتح کی تکمیل اور اسلامی سلطنت کے استحکام کی سعادت شہاب الدین غوری کیلئے مقدر تھی، خواجہ ابو محمد چشتی کے کام کی تکمیل اور اسلام کی عمومی اشاعت اور اسلامی مرکز رشد و ہدایت کا قیام شیخ الشیوخ حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ ۵ے

نام و القاب :۔ آپ کا اسم گرامی حسن ہے۔ جبکہ مختلف القابات

وخطابات. جیسے معین الدین، معین الحق، غریب نواز، خواجۂ بزرگ، عطائے رسول، سلطان الہند اور نائب رسول فی الہند سے یاد کیا جاتا ہے۔ ؎

شجرۂ نسب :- آپ حسنی سادات میں سے ہیں، صاحب خزینۃ الاصفیاء کے مطابق آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے۔

حضرت خواجہ معین الحق والدین بن غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن امام علی رضا بن امام موسےٰ کاظم بن امام جعفر صادق، بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ؎

ولادت :- حضرت خواجۂ بزرگ ۵۳۰ھ میں سجستان میں پیدا ہوئے؎

بچپن :- آپ کا بچپن خراسان میں گزرا، ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی، آپ کے والد حضرت خواجہ غیاث الدین انتہائی نیک اور پرہیزگار انسان تھے، غریب نواز جب پندرہ سال کے ہوئے، تو انہوں نے انتقال فرمایا، ایک باغ اور پن چکی ترکے میں چھوڑی، جس پر آپ کا گذر بسر ہوتا تھا؎

فکر و نظر میں انقلاب :- والد گرامی قدر کی وفات کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ باغ کی نگہداشت میں مصروف ہو گئے، ایک دن درختوں کو پانی دے رہے تھے، کہ ایک مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، نہایت عزت سے انہیں باغ میں بٹھایا۔ انگوروں کے خوشے اُن کے سامنے رکھے، اور خود دو زانو ہو کر با ادب ان کے سامنے بیٹھ

گئے، وہ درویش آپ کے اس برتاؤ سے بڑے خوش ہوئے، اور اپنی بغل سے کھل کا ایک ٹکڑا نکالا، اور اپنے دانتوں میں چبا کر خواجہ صاحب کے منہ میں ڈال دیا، جیسے ہی خواجہ صاحب نے وہ کھل کھائی، ایک نور ان کے اندر روشن ہوگیا، گھر بار سے دِل اُچاٹ ہوگیا، اور دو تین روز کے بعد تمام املاک و اسباب کو فروخت کر کے مساکین میں تقسیم کر دیا، اور مسافرت اختیار کی[13]۔

حصولِ علم :۔ ترکِ وطن کے بعد سمرقند و بخارا پہنچ کر قرآن مجید حفظ کیا، اور بیس سال کی عمر تک ممتاز درسگاہوں میں تحصیلِ علم میں مصروف رہے، آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا حسام الدین بخاری اور حضرت مولانا شرف الدین صاحب رحمہم اللہ علیہما کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔[14]

بیعت و خلافت :۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مرشد طریقت کی تلاش میں نکلے اور نیشاپور کے قریب قصبہ ہروَن میں حضرت شیخ الشیوخ غوث عالم عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے دستِ اقدس پر بیعت کرنے کے بعد ڈھائی سال تک ان کی خدمت اقدس میں رہ کر ریاضت و عبادت میں مشغول رہے، اور غوث العالم خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے بغداد شریف روانہ ہوئے۔[15]

شجرۂ طریقت :۔ آپ کا شجرۂ طریقت پندرہ واسطوں سے امام الاولیاء شیر خدا امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ۔

حضرت ابی الفضل عبد الواحد بن زید ۔ حضرت خواجہ ابی الفضل فضیل بن عیاض ۔

حضرت خواجہ ابراہیم ادہم البلخی - حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی

حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ البصری - حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری -

حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی - حضرت خواجہ ابی احمد فرسنافہ الچشتی -

حضرت خواجہ ابی محمد بن احمد چشتی - حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی -

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی - حضرت خواجہ شریف زندانی چشتی -

حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی - حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی ۱۱ے

غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عقیدت :- خواجہ غریب نواز، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے، اپنے مرشد کامل حضرت عثمان ہرونی رحمۃ اللہ سے رخصت لے کر سیاحت پر نکلے، اور مشائخ عظام سے ملاقاتیں کر کے فیوض و برکات کے حصول کا سلسلہ شروع کیا، تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے، اور تقریباً ستاون روز تک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے ۱۲ے جبکہ صاحب اقتباس الانوار نے پانچ ماہ اور سات دن تک رہنے کا ذکر کیا ہے ۱۳ے

ہندوستان تشریف آوری :- حضرت خواجۂ بزرگ کی ہندوستان آمد کے متعلق مؤرخین کے ہاں مختلف روایات ملتی ہیں - جن کی بدولت، یہ ایک ایسا معمہ بن گیا ہے - جس نے عصر حاضر کے تذکرہ نگاروں کو سخت الجھن میں مبتلا کر رکھا ہے - ان میں سے بیشتر حضرات نے قدیم مؤرخین کو ہدف تنقید بناتے ہوئے خواجہ صاحب کا صرف ایک بار ہندوستان تشریف لانا تسلیم کیا ہے - لیکن محترم جناب زبیری صاحب نے جملہ مآخذ

خلفاء:۔ خواجہؒ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ساز شخصیت نے ہندوستان میں جو دینی و مذہبی اخلاق و روحانی اور سماجی و تمدنی انقلاب برپا کیا، آپ کے جلیل القدر خلفاءؒ نے اس انقلاب کے اثرات کو ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچانے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا، ان پاک طینت ہستیوں میں تین حضرات زیادہ مشہور ہیں۔[۲۳]

(۱) حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ۔

تصانیف:۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف بزرگ ہیں، ڈاکٹر روبینہ ترین صاحبہ نے آپ کی درج ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔[۲۴]

(۱) کشف الاسرار، اسے معراج الانوار بھی کہتے ہیں، یہ کتاب تصوف پر ہے۔

(۲) کنجل اسرار یا گنج اسرار، یہ کتاب آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم و تلقین کے لئے لکھی تھی، یہ بھی تصوف پر ہے۔

(۳) انیس الارواح: اس میں آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔

(۴) رسالہ فی آفاق والنفس۔

(۵) حدیث المعارف۔ (۶) رسالہ موجودیہ۔

(۷) دیوان معین: یہ فارسی زبان میں ہے، اور ۱۲۱ غزلوں پر مشتمل ہے،

ہیں، صرف خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد غوری کے حملوں کے درمیان اور اسلامی سلطنت کی عمومیت و استحکام سے پیشتر ہندوستان کے قلب اور قدیم ہندوستان کے عظیم سیاسی و روحانی مرکز اجمیر کو اپنے قیام کے لئے انتخاب فرمایا، یہ فیصلہ ان کی اولوالعزمی، عالی ہمتی اور جرأت ایمانی کا ایسا تابناک کارنامہ ہے جس کی مثالیں صرف پیشوایانِ مذاہب اور فاتحینِ عالم کی تاریخوں میں مل سکتی ہیں۔ ان کے استقلال و اخلاص توکل و اعتماد، زہد و قربانی اور درد و سوز کی وجہ سے ہندوستان کے لئے دارالاسلام بننے کا فیصلہ کر دیا، اور جو سرزمین ہزاروں برس صحیح یقین اور صحیح معرفت سے محروم اور توحید کی صدا سے ناآشنا تھی، وہ علمائے و اولیا کی سرزمین، علوم اسلامیہ اور کمالاتِ دینیہ کی محافظ و امین بن گئی۔ اور اس کی فضائیں اذانوں سے، دشت و جبل اللہ اکبر کی صداؤں سے، شہر و دیار قال اللہ و قال الرسول کے نغموں سے ایسے گونجے کہ صدیوں سے عالم اسلام گوش بر آواز ہے۔

جہانے را دگر گوں کرد یک مرد خود آگاہے۔ ؎[21]

ازواج و اولاد:۔ حضرت خواجہ خواجگان معین الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کی تھیں، پہلی ایک راجہ کی بیٹی بی بی امۃ اللہ سے کی، جس سے دو صاحبزادے خواجہ فخر الدین ابوالخیر و خواجہ حسام الدین ابوصالح اور ایک صاحبزادی بی بی حافظ جمال تاج المستورات تولد ہوئیں، دوسری شادی بی بی عصمت اللہ سے ہوئی، جن کے بطن سے حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوسعید پیدا ہوئے ؎[22]۔

خلفاء:۔ خواجۂ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ساز شخصیت نے ہندوستان میں جو دینی و مذہبی اخلاقی و روحانی اور سماجی و تمدنی انقلاب برپا کیا، آپ کے جلیل القدر خلفاؑ نے اس انقلاب کے اثرات کو ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچانے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا، ان پاک طینت ہستیوں میں تین حضرات زیادہ مشہور ہیں۔[۲۳]

(۱) حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ۔

تصانیف:۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف بزرگ ہیں، ڈاکٹر روبینہ ترین صاحبہ نے آپ کی درج ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔[۲۴]

(۱) کشف الاسرار، اسے معراج الانوار بھی کہتے ہیں، یہ کتاب تصوّف پر ہے

(۲) کنجل اسرار یا گنج اسرار، یہ کتاب آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم و تلقین کے لئے لکھی تھی، یہ بھی تصوّف پر ہے۔

(۳) انیس الارواح: اس میں آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔

(۴) رسالہ فی آفاق والنفس۔

(۵) حدیث المعارف۔ (۶) رسالہ موجودیہ۔

(۷) دیوان معین: یہ فارسی زبان میں ہے، اور ۱۲۱ غزلوں پر مشتمل ہے،

اس دیوان کے متعلق اہل قلم میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے، پروفیسر حافظ محمود شیرانی اور اس کے ہمنوا کہتے ہیں۔ کہ یہ مولانا معین الدین ہروی کا دیوان ہے، جبکہ پروفیسر عبد الغنی نے اپنی کتاب "پری مغل پرشین ان انڈیا" میں اسے خواجہ معین الدین اجمیری کا دیوان مانا ہے، جناب زبیری صاحب نے دونوں دانشوروں کے دلائل نقل کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے، کہ یہ بنیادی طور پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا دیوان ہے، لیکن اس میں معین الدین ہروی کی بعض غزلیں بھی الحاقی طور پر شامل ہو گئی ہیں۔[٢۵]

وصال:- حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۷ برس کی عمر میں ۶ رجب کو وصال فرمایا، سال وفات کے ضمن میں بھی مورخین کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ صاحب معین الارواح کے مطابق آپ کا سن وفات ۶۲۷ھ ہے۔[٢٦] جبکہ خلیق احمد نظامی نے ۶۳۳ھ[٢٧] قرار دیا ہے، وفات کے وقت آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہوا۔ حَبِیبُ اللّٰہِ مَاتَ فِی حُبِّ اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کے حبیب نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں موت پائی۔[٢٨]

حضرت خواجہ کی وفات کے بعد نعش مبارک اسی حجرے میں دفن کردی گئی جس میں آپ عبادت کیا کرتے تھے۔[٢٩]

آپ کے مزار کا ہندو اور مسلم دونوں احترام کرتے ہیں، اور عرس کے موقع پر پاکستان و ہند سے لاکھوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔[٣٠]

سلطان الہند اور سلاطین دہلی:۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں درج ذیل تین مسلمان سلاطین کا عہد پایا۔

(۱) سلطان شہاب الدین غوری، ۵۸۹ھ - ۶۰۲ھ،

(۲) سلطان قطب الدین ایبک ۶۰۲ھ - ۶۰۷ھ،

(۳) سلطان شمس الدین التمش، ۶۰۷ھ - ۶۳۳ھ،

یہ تینوں بادشاہ خواجۂ بزرگ کے دل و جان سے عقیدت مند تھے، اور خواجۂ بزرگ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہونا باعث سعادت خیال کرتے لیکن حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے دربار سے دور رہتے ہوئے فقیرانہ زندگی کو ترجیح دی اور سلسلۂ چشتیہ کی بنیاد ایسے اُصولوں پر استوار فرمائی کہ سلاطین سے لاتعلق رہ کر دربار کے غلط رجحانات کی اصلاح کا کام کیا جائے، چنانچہ حضرت خواجۂ معین الدین چشتی اجمیری سے لے کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ تک اِن اُصولوں پر سختی سے عمل ہوتا رہا۔ خارزار سیاست میں اِن کا دامن کبھی نہیں اُلجھا، انقلابات سلطنت کا اِن کی سرگرمیوں پر کوئی اثر نہیں پڑا، اِن کا اخلاص، بے لوثی اور بے غرضی تمام سیاسی اختلافات کے باوجود مسلم رہی، اور یہی وجہ تھی، کہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں سب سے طویل عرصہ تک اِس سلسلہ کو اپنا کام جاری رکھنے، اور ہندوستان پر اثر انداز ہونے کا موقع ملا اور شاید اسی کا نتیجہ تھا، کہ اِس سلسلہ کو قبول عام اور بقائے دوام حاصل ہُوا۔ ۳۱ھ

تعلیمات :- سلطان الہند کی تمام زندگی عبادت و ریاضت، محبت و اخلاص، خدمت خلق، عدل و انصاف، اخوت و مساوات، تزکیۂ نفوس اور انسان دوستی میں بسر ہوئی، آپ نے اپنے ملفوظات میں اِن کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا

(۱) جس شخص میں تین خصائل موجود ہوں، تو سمجھ لو کہ خداوند تعالےٰ اُس کو دوست رکھتا ہے۔

(i) سخاوت : جو سمندر کی مانند ہو۔

(ii) شفقت : جو آفتاب کی مانند ہو۔

(iii) تواضع : جو زمین کی مانند ہو۔

(۲) نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے۔ اور بُروں کی بُرے کام سے بدتر ہے۔ (۳) درویش وہ ہے، جس کے پاس اگر کوئی حاجت لے کر آئے تو محروم ہو کر واپس نہ جائے۔ (۴) گناہ کرنے سے تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچتا، جتنا کہ کسی مسلمان بھائی کو ذلیل و خوار کرنے سے، (۵) لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے بغیر اس کے کہ وہ نماز میں فرماں بر داری کریں کیوں کہ مومن کی معراج یہی ہے۔ ۲۲

پروفیسر خلیق احمد نظامی سابق چیئرمین شعبۂ تاریخ علی گڑھ یونیورسٹی آپ کی تعلیمات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں " اُن کے ملفوظات سے پتہ چلتا ہے، کہ وہ صاحب دِل، وسیع المشرب اور نہایت دردمند انسان تھے" وہ عمیق جذبۂ انسانیت کے علم بردار تھے، اُن کے نزدیک مذہب کے معنی خدمت خلق کے تھے' وہ اپنے مریدوں کو یہ تعلیم دیتے تھے، کہ وہ اپنے،

اندر دریا کی سی فیاضی، سورج جیسی گرم جوشی اور زمین جیسی مہمان نوازی پیدا کریں، سب سے اعلیٰ عبادت ان کے نزدیک یہ تھی۔ کہ مصیبت زدہ لوگوں کے دُکھوں کو دور کیا جائے، بے یار و مددگار لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں، اور بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے" ۳۳

ہندوستانی معاشرہ جو کہ ذات پات کا شکار تھا۔ غریب، نادار، اور نیچی ذات کے ہندو برہمنوں کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے، اُن کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا، جس کے باعث زندگی اُن کے لئے بوجھ بنی ہوئی تھی، خواجہ بزرگ کی شخصیت، اور آپ کی تعلیمات اُن کیلئے مینارۂ نور ثابت ہوئیں۔ غریب نواز نے ان بے کسوں کو سہارا دیا، انہیں دیگر انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا، اُنہیں جینے کا سلیقہ سکھایا۔ اُن کے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور فرمایا، اور تڑپتی ہوئی پیاسی روحوں کو معرفت الٰہی کا جام پلا کر انسانیت کی معراج پر پہنچا دیا۔

حواشی :- (۱) محمد اسحاق بھٹی، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور سنہ ۱۹۹۰ء ص ۱۱

(۲) ڈاکٹر محمد ایوب قادری، اُردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ، ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور ص ۱۹

(۳) ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۴ء، حصہ سوم ص ۲۲

(۴) خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، مکتبہ عارفین کراچی ۱۹۵۳ء ج ۵ ص ۱۸۰ ۔

(۵) ابو الحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، حصّہ سوم ص ۲۴ -

(۶) محمد خادم حسن زبیری، معین الارواح، سیکرٹری محی الاوقاف معین، اجمیر شریف نظر ثانی شدہ ایڈیشن ص ۲۷

(۷) مفتی غلام سرور خزینۃ الاصفیاء مطبع ثمرت پریس لاہور ۱۲۸۳ھ ج ۱ ص ۲۷۱

(۸) خواجۂ بزرگؒ کے سالِ ولادت کے ضمن میں مورخین کے ہاں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے، صاحب معین الارواح نے تمام مآخذ کو پیش نظر رکھ کر ۵۳۰ھ کو درست قرار دیا ہے - (محمد خادم حسن زبیری، معین الارواح ص ۲۶) اور ڈاکٹر ظہور الحسن شارب صاحب کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے - (ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، معین الہند، تاج پبلشرز دہلی ص ۱۷) -

(۹) سیجستان :- عرب اسے سجستان کہتے ہیں جبکہ ایرانی اس کو سیستان کے نام سے یاد کرتے ہیں، سیستان فارسی لفظ سنگستان سے ماخوذ ہے، سیستان کو فارسی میں نیمروز یا جنوبی ملک بھی کہا جاتا ہے۔ جنوبی ملک کہنے کی وجہ یہ ہے، کہ خراسان کے جنوب میں واقع ہے۔ موجودہ زمانے میں اس کا بیشتر حصہ ایران میں شامل ہے" اور کچھ حصہ افغانستان میں ہے" (اسٹرنج، جی ی' جغرافیہ خلافت مشرقی، اردو ترجمہ محمد جمیل الرحمان سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۶ء ص ۵۰۳ - ۵۰۴)

ڈاکٹر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں، کہ خواجہ صاحب کا وطن سجستان تھا اسی نسبت سے آپ کو سجزی کہا جاتا ہے - کاتب کی غلطی کی وجہ سے یہ سنجری مشہور ہو گیا - صحیح لفظ سجزی ہے، سنجری نہیں، رسالہ احوال

پیران چشت غالباً وہ پہلا قدیم مسودہ ہے۔ جس میں یہ لفظ صحیح لکھا ہوا میری نظر سے گزرا ہے (خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت ص ۱۷۰)

(۱۰) خراسان :- کابل و قندھار سے لے کر ایران تک کا ملک خراسان کہلاتا ہے، جب ۱۷۴۷ء میں احمد شاہ ابدالی قندھار کے تخت پر بیٹھا تو اس وقت سے اس ملک کا نام افغانستان ہوا۔ مگر مغرب حصہ اب بھی خراسان کہلاتا ہے۔ (خادم حسن زبیری، معین الارواح ص ۲۹)

(۱) حامد جمالی، سیر العارفین، اردو ترجمہ محمد ایوب قادری، اردو سائنس بورڈ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۲ -

(۲) کھل : تل یا سرسوں کا پھوک (فیروز اللغات ص ۱۰۶۲)

(۳) حامد جمالی، سیر العارفین ص ۲ -

(۴) محمد خادم حسن زبیری، معین الارواح ص ۳۲ -

(۵) حامد جمال، سیر العارفین ص ۳ -

(۶) خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت ج ۵ ص ۱۷۰ -

(۷) حامد جمالی، سیر العارفین ص ۳ -

(۸) اقتباس الانوار اردو ترجمہ -

(۹) محمد خادم حسن زبیری، معین الارواح ص ۳۶ - ۳۸

(۲۰) شیخ عبدالحق، اخبار الاخیار، اردو ترجمہ محمد لطیف ملک، مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۸۸ء ص ۴۳

فیضانِ اولیاء ــــــ اور ہم

زیڈ۔ اے۔ اطہر

بزرگانِ دین نے ہر دور میں، اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کیلئے اپنے قول و فعل اور عمل سے خداوند تعالیٰ کے عظیم دینِ متین کی آبیاری فرمائی، نامساعد حالات میں بھی انہوں نے اقوامِ عالم پر ثابت کیا، کہ اسلام فطری دین و مذہب ہے اسلام نے ہر اُس اصلاحی اور فلاحی کام کو تقویت دی، جس میں اولادِ آدمؑ کی بھلائی مضمر ہو، چودہ سو برس پیشتر اسلامی احکامات کا اجراءِ عمل میں لایا گیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے اپنے قول و فعل کو عملی جامہ پہنا کر اقوامِ عالم پر ثابت کر دیا کہ اسلام میں دیا گیا ہر حکم فلاحِ انسانیت اور اصلاحِ آدم کیلئے ایک بے بہا خزانہ ہے، سرکار کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ارشادات اسلامی منشور کا عملی نمونہ ہیں، یہ نمونہ صرف اور صرف اس دور کے لئے مخصوص ہرگز نہیں، بلکہ آنے والے ہر دور میں اس کی اہمیت مزید بڑھتی چلی جاتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے پردہ فرمانے کے بعد الٰہی احکاماتِ بلند پایہ کی فرمان برداری اور تابعداری اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے، خلفائے راشدین، اہلبیت عظام، صحابہ کرام سے ہوتے ہوئے یہ سلسلہ ملت اسلامیہ کے اولیائے کرام تک پہنچتا ہے، اِس فریضے کو اولیائے ملت نے بطریق احسن سرانجام دیا، برصغیر ہند و پاک میں شمعِ رسالت کو روشن رکھنے میں اِن اولیائے کرام نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دئیے، وہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی روشن مثال ہیں۔ ہر دور میں اسلام کی عظیم قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے غیروں نے کام کیا، اپنوں نے بھی اپنا منفی کردار ادا کیا، منافقین کے ایک غیر ملکی ٹولے نے، جس کا سرغنہ ہمفرے نامی برطانوی ہے نے اپنی کتاب

فیضانِ اولیاء ـــــ اور ہم

زیڈ۔ اے اظہر

بزرگانِ دین نے ہر دور میں، اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کیلئے اپنے قول و فعل اور عمل سے خداوند تعالیٰ کے عظیم دینِ متین کی آبیاری فرمائی، نامساعد حالات میں بھی انہوں نے اقوامِ عالم پر ثابت کیا، کہ اسلام فطری دین و مذہب ہے، اسلام نے ہر اُس اصلاحی اور فلاحی کام کو تقویت دی، جس میں اولادِ آدمؑ کی، بھلائی مضمر ہو، چودہ سو برس پیشتر اسلامی احکامات کا اجراءعمل میں لایا گیا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے قول و فعل کو عملی جامہ پہنا کہ اقوامِ عالم پر ثابت کر دیا کہ اسلام میں دیا گیا ہر حکم فلاحِ انسانیت اور اصلاحِ آدم کیلئے ایک بے بہا خزانہ ہے، سرکار کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ارشادات اسلامی منشور کا عملی نمونہ ہیں، یہ نمونہ صرف اور صرف اس دور کے لئے مخصوص ہرگز نہیں، بلکہ آنے والے ہر دور میں اس کی اہمیت مزید بڑھتی چلی جاتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ان احکاماتِ بلند پایہ کی فرمان برداری اور تابعداری اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے، خلفائے راشدین، اہلبیت عظام، صحابہ کرام سے ہوتے ہوئے یہ سلسلہ ملتِ اسلامیہ کے اولیائے کرام تک پہنچتا ہے، اس فریضے کو اولیائے ملت نے بطریق احسن سرانجام دیا، برصغیر ہند و پاک میں شمعِ رسالت کو روشن رکھنے میں ان اولیائے کرام نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، وہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی روشن مثال ہیں۔ ہر دور میں اسلام کی عظیم قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے غیروں نے کام کیا، اپنوں نے بھی اپنا منفی کردار ادا کیا، منافقین کے ایک غیر ملکی ٹولے نے، جن کا سرغنہ ہمفرے نامی برطانوی ہے نے اپنی کتاب

"رہنما اور ان کے اعترافات" میں واضح طور پر مسلمانوں کے اتحاد اور یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کے اعترافات کئے ہیں۔ اس کتاب کو دنیا کی ہر زبان یعنی انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، عربی، فارسی، ہندی اور اردو وغیرہ میں ترجمہ کیا گیا، اس کے باوجود مسلمان اپنی اس روش پر گامزن ہے، ان منفی قوتوں کو جواب دینے میں، اولیائے کرام ہی ہیں جو سینہ سپر نظر آتے ہیں۔

اور میدانِ عمل میں اپنے قول وفعل اور عمل کے ذریعے ان کو جواب در جواب دیتے رہے ہیں، آج کا یہ موجودہ دور بھی امت مسلمہ کیلئے ایسا ہی دور ہے، جس کو ایک پُر فتن دور کا نام دیا جا سکتا ہے، اس دور میں اسلام کے نام پہ اور بالخصوص حقیقتاً اسلام کی بیخ کنی کی جا رہی ہے، اسلام کو نابود یا کمزور کرنے کی سازشیں زوروں پر ہیں۔ ان تحریکوں میں اپنے ہی پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ذاتی مفاد حاصل کرنا ان کا وطیرہ بن چکا ہے، اسلام کی بالادستی کے لئے بظاہر کوئی بھی اقدامات نہیں کئے جا رہے ہیں، جن کی بنیاد پر یہ خالصتاً کہا جا سکے، کہ یہ اسلام ہی کیلئے کیا جا رہا ہے، ذاتی اغراض تقویت پکڑ رہے ہیں

کشمیر جل رہا ہے، بوسنیا میں مسلمان منظم طور پر کرش کئے جا رہے ہیں۔
افغانستان میں جہاد کے نام پر شروع ہونیوالی تحریک، ذاتی اور اقتدار کی جنگ کا روپ دھار چکی ہے، اور افغانی اپنے ہی بھائی کی عزت و ناموس سے کھیلتے نظر آتے ہیں، لوٹ مار کا بازار گرم ہے، فلسطین میں بظاہر امن اور فلسطین کی بقا کیلئے معاہدے ہو رہے ہیں، خدا جانے اس کے پس پردہ مسلمانوں کیلئے کون سی جہنم تیار کی جا رہی ہے۔ بھارت میں حضرت بل کی درگاہ کی بے حرمتی، بابری مسجد کا شہید ہونا اور مسلمانانِ ہند کا جینا حرام کرنا، یہ اسلام کی دشمنی کی زندہ مثالیں ہیں، اقوام عالم کا عظیم ادارہ" اقوام متحدہ" اور اس کے

امن و سلامتی کے متعدد ادارے تماشائی بنے، تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ جب مسلمان، مسلمان کی بربادی پر تلا ہوا ہے، تو غیروں سے کیا توقعات وابستہ کر سکتے ہیں؟ پاکستان کے سابقہ وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو کو عالم اسلام کو متحد کرنے، ان کو اپنی اپنی اہمیت کا احساس دلانے کی یادداشت میں، کہاں سے کہاں پہنچایا گیا، یہاں تک کہ ان کے پسماندگان کو ان کی شکل دیکھنا بھی نصیب نہ ہوئی، حقیقت سے منہ موڑنے والا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دونوں کا مجرم ہے۔ عرب ممالک ہوں یا خود ہمارا پاکستان اگر غلطی کا اعادہ کریں گے، قلم کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے، ہم نے بہت عرصہ ان عرب ممالک کا جائزہ لیا، ان کے کرتوتوں کو بہ نظر عمیق دیکھتے رہے ہیں، اب صرف دیکھیں گے نہیں کچھ قلم کا حق بھی ادا کریں گے، کہ اسلام دشمنوں کو اگر تقویت ملی ہے، تو عرب ممالک ہی کی غلط روش اور غلط سوچ کی بنیاد پر ملی ہے۔ جن کو یہ اپنا آقا اور رفیق سمجھتے رہے اور اپنے اصل آقاؤں سے روگردانی ان کا شیوہ بنا رہا، اندرونِ خانہ اسلام دشمنوں کی پشت پناہی کرتے رہے، اور وہی مارِ آستین، اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشوں کا جال بنتے رہے، یہ ممالک بھی جانتے ہیں۔ کہ اب اگر کچھ کہا جائے تو بے سود ہے۔ کیونکہ اب ڈور ہاتھوں سے چھوٹ چکی ہے۔ اب اسی جال کا یہ خود شکار ہوں گے۔ اس کے باوجود یہ بے حس و حرکت عالم اسلام کی بربادی اور تباہی کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ یورپی ممالک ایک عرصہ سے چند عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے برسرِ پیکار رہے ہیں۔ وہ اب اس سلسلے میں سرخرو نظر آتے محسوس ہو رہے ہیں۔ ان ساری باتوں کا لب لباب یہ ہے۔ کہ ہم نے اور خصوصاً عرب دنیا نے اپنے اسلاف کی ساری ان روایات کو یکسر چھوڑ دیا ہے۔ یا ان سے کنارہ

کش ہو گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلاف پوری دنیا میں کامران ہوئے تھے، یہ بزرگان دین اور اولیائے کرام کے ادب واحترام اور تعلیمات کو کفر کی حد تک برا سمجھتے ہیں، اپنی ہی رائج تعلیمات کے پرچار کو دین وایمان گردانتے ہیں۔ ان کے نزدیک تیل اور سونا سب سے بڑھ کر سرمایہ ہے، یعنی یہ مذہب بھی ہے، اور ایمان بھی، یہ سوچ اور کردار صرف ان کیلئے اور پورے عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اب بھی وقت ہے، کہ یہ اپنے اسلاف کے عقائد کو دین وایمان کا حصہ جانیں، اور ان پر لوٹ آئیں، اس میں سب کی فلاح ہے۔ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ مسلم امۃ کسی خوشحالی و ترقی کی جانب گامزن ہو، انہیں اولیائے امت اور بزرگان دین کے خلاف سازشیں کرنا بند کر دینا چاہیئے۔ اب وقت ہے کہ یہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پیاروں کے فیوض وبرکات اور معجزات وکرامات سے دل کے بام و در روشن کر لیں، یہ درست کہ بعض خود غرض اور مفاد پرست ملاؤں نے ان کے دلوں میں مختلف غلط قسم کی غلط فہمیاں پیدا کیں ہیں۔ ان غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ممکن ہے۔ مگر اب ضرورت اس بات کی ہے، کہ صدق دل سے حقیقت کو حقیقت ماننے اور جاننے کا عزم کیا جائے جب یہ جذبہ پروان چڑھے گا۔ تو پھر ہر ایک خود گنگناتے ہوئے اور نعرے لگاتے میدان عمل میں کود پڑے گا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

گدائے آستاں ہوں میں معین الدین چشتی کا

غلام جیلانی صاحب صحیح سالم مرحوم پشاوری

شہید تیر مژگاں ہوں معین الدین چشتی کا
غلام روئے خنداں ہوں معین الدین چشتی کا

مجھے خواہش نہیں ہرگز جہاں میں جاہ و حشمت کی
دل و جاں سے میں خواہاں ہوں معین الدین چشتی کا

بتو کیوں قتل کرتے ہو مجھے تلوارِ ابرو سے
قتیل تیغ براں ہوں معین الدین چشتی کا

طبیبا دیکھتا کیا ہے میری افسردہ حالت کو
مریض درد ہجراں ہوں معین الدین چشتی کا

کہوں کیا ناصحا تم سے سبب آشفتہ حالی کا!
اسیر زلفِ پیچاں ہوں معین الدین چشتی کا

صحیح سالم اگرچہ ہوں جہاں میں بادشاہ لیکن!!
گدائے آستاں ہوں میں معین الدین چشتی کا

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	اور یاد فرمائیے! جبکہ آپ کے رب تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا، بیشک میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں (تو) انہوں نے عرض کی کیا آپ اُسے اس (زمین) پر بنانیوالے ہیں جو اس میں فساد اور خونریزی کریگا، حالانکہ ہم آپکی حمد کیساتھ تسبیح کرتے ہیں نیز آپکی تقدیس بھی بیان کرتے ہیں (تو اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں بہت خوب جانتا ہوں وہ سب کچھ جو تم نہیں جانتے۔

لغت :- جَاعِلٌ : بنانے والا، کرنے والا، جَعْلٌ سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، خَلِیْفَةٌ : نائب، جانشین، قائم مقام۔ اس کی جمع خلفاء ہے۔ یہاں پر یہ لفظ خَلِیْفَة ۃ کے ساتھ آیا ہے۔ یہ ۃ مبالغے کے معنی میں آئی ہے۔

یَسْفِكُ : بہاتا ہے یا بہائے گا۔ واحد مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر سَفْكٌ ہے، خون بہانا ــــــ نُسَبِّحُ : جمع متکلم مضارع معروف کا صیغہ ہے، ہم تسبیح کرتے ہیں، اس کا مصدر تَسْبِیْحٌ ہے، پاکی بیان کرنا۔

حَمْدٌ : تعریف، خوبی، شکر۔ نُقَدِّسُ : ہم آپ کی بہت زیادہ پاکی بیان کرتے ہیں، یہ جمع متکلم مضارع مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کا مصدر تَقْدِیْسٌ ہے، تقدیس کے معنی یہ ہیں کہ مشیت الٰہی ہر قسم کی برائی سے پاک ہے، اور اللہ تعالےٰ کا ہر کام نقصان سے منزہ ہے، اَعْلَمُ : میں بہت خوب جانتا ہوں، سب سے زیادہ خبردار، یہ واحد متکلم مضارع معروف ہے اور عِلْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

تفسیر :- پچھلی آیتوں میں انفس و آفاق کے ذریعے انسان کو غور و فکر اور تفکّر و تدبّر کی دعوت دی گئی - اب اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارکؑ و تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا واقعہ بیان فرمایا۔

آیۂ کریمہ کی ابتدا اِذْ سے ہوئی ہے ، مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ اِذْ ظرفِ زمان ہے ، جو کہ ماضی پر دلالت کرتا ہے ، اور اس کے ساتھ اُذکر مقدّر ہے ، یعنی اے حبیب پاکؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد فرمائیں وہ وقت - اور ربُّکَ کے "کَ" میں تخاطب کا نہایت ہی لطیف ترین نکتہ موجود ہے ، اور یہ تخاطب حضور پاکؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات اقدس سے کیا گیا ہے ، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات گرامی کو مخاطب فرما کر حضرت آدم علیہ السلام کے واقعۂ پیدائش کے موقع پر فرشتوں کے ساتھ ہونے والے مکالمے کی طرف توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے - حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر ایک بڑا نفیس نکتہ بیان فرمایا ہے - پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری اپنی تفسیر میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

کان .... رمزا الی ان المقبل علیہ بالخطاب لہ الحظ الاعظم فھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی الحقیقۃ الخلیفۃ الاعظم ولولاہ ما خلق آدم ولا ولا .

(یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ مقدس ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم ہے ، اور اگر یہ ذاتِ گرامی نہ ہوتی ، تو آدم علیہ السلام ہی پیدا نہ ہوتے ، بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا) لہ

لہ پیر محمد کرم شاہ ، ضیاء القرآن ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۳۹۸ھ ج ۱ ص ۴۵ -

اللہ تبارک و تعالےٰ جل جلالہٗ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو اس کائنات میں اپنا خلیفہ بنانے کا ذکر فرشتوں سے کیا، کہ میں اپنی قدرت کاملہ سے اپنا ایک نائب مقرر کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ میرے احکامات کو من وعن نافذ کرے اور کائنات کا نظام اُسی کے ذریعے جاری و ساری ہو، فرشتے چونکہ عالمِ ملکوت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح وتمجید اور حمد وتقدیس میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے، کائنات کے دیگر گوشے ان کی نظروں سے اوجھل تھے، جن کے انتظام و انصرام، تفکّر وتدبّر اور تحقیق و تدقیق جیسے افعال کی انجام دہی کیلئے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا جا رہا تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق اپنی کارکردگی کو ہی امورِ کائنات سمجھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں پیش کر دیا، حق تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہُوا، کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش میں جو مصلحتیں پنہاں ہیں، اور میرے خلیفہ کے طور پر کائنات کے جو افعال و امور وہ سرانجام دے گا۔ اُن سے میں اچھی طرح آگاہ ہوں تم اُن حقائق و معارف کو نہیں جانتے۔

-:-

بقیہ انوار علی

وقال النسائیُ لیس بالقوی و ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال النسائیُ فی الجرح والتعدیل اُرجوا أن لا بأس بہ، وقد روی غیر حدیث منکر وقال ابن حراس ضعیف

(التہذیب ج ۱۱ صــ۲۳) (الجرح والتعدیل ج ۹ صــ۱۰۹)

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

شرح

خصائص نسائی

(مدیر اعلیٰ)

حدیث ۶۲ع ۲۲

حدثنا اسحٰق بن ابراھیم بن راھویۃ قال حدثنا النضر بن شمیل قال حدثنا یونس عن ابی اسحٰق عن ھبیرۃ بن یریم قال خرج الینا الحسن بن علی سلام اللہ علیھما وعلیہ عمامۃ سوداء فقال لقد کان فیکم بالامس رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون وان رسول اللہ قال لاعطین الرایۃ غداً رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ویقاتل جبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ ثم قال لا یرد رایتہ حتی یفتح اللہ تعالیٰ علیہ ما ترک دینارا ولا درھما الا سبع مائۃ درھما اخذ ما عیالہ من عطائہ لاھلہ۔

ترجمہ

ھبیرہ بن یریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حسن بن علی علیہما السلام ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اِس حال میں کہ سیاہ عمامہ زیب سر تھا آپ نے فرمایا یقیناً کل تم میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے جا سکے۔ اور پچھلے لوگ اس تک نہیں پہنچ سکیں گے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ضرور بالضرور کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے نیز اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جبرئیل ان کے داہنی طرف اور میکائیل ان کے بائیں طرف ہو کر لڑتے ہیں۔ فرمایا وہ واپس نہ لوٹے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

اس کے زور بازو سے فتح مرحمت فرمائے گا۔ سوائے سات سو درہم کے نہ تو کوئی دینار چھوڑا اور نہ ہی درہم۔ یہ بھی ان کی بخشش سے ان کے عیال کے پاس تھے۔ اس ارادہ پر کہ اھل وعیال کے واسطے ایک خادم خریدا جائے۔

حل لغت عِمَامَةٌ۔ پگڑی۔ سَوْدَاءُ۔ سیاہ

تشریح ارشاد ہے "یقیناً کل تم میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے جاسکے اور پچھلے لوگ اس تک نہیں پہنچ سکیں گے۔" یعنی وہ شخص جس کا نام نامی و اسم گرامی علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے آج شہادت پاچکے ہیں وہ اتنے عظیم، فضائل وکمالات اور کرامات کے حامل تھے کہ وہ تمام لوگ جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یا ان کے بعد قیامت تک آئیں گے۔ ان کے فضائل وکمالات اور کرامات کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ پہنچ سکیں گے۔ ارشاد ہے "جبرائیل ان کے دائیں طرف اور میکائیل ان کے بائیں طرف ہو کر لڑتے ہیں۔" یعنی جس وقت میدان جہاد میں جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کافروں کے خلاف نبرد آزما ہوتے تو جبرائیل اور میکائیل بھی آپ کی معیّت میں جہاد کرتے۔ ایک آپ علیہ السلام کے داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف ہوتا۔ اس حدیث شریف میں حضرت امام عالی مقام سیدنا ومولینا حسن بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم علیہما السلام نے جناب اسد اللہ الغالب علی کل غالب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی پانچ فضیلتیں ذکر فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب، جبرائیل اور میکائیل کا آپ کی معیّت میں ہونا۔ آپ کے دست مبارک پر قلعۂ خیبر کا فتح ہونا۔ صاحب نشان ہونا۔ اور فقیری و درویشی کا یہ عالم کہ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو کوئی درہم تک پاس نہ تھا علامہ اقبال مرحوم کا شعر ہے ؎ نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

ابی حمزہ (ابن جریر فی التاریخ والطبرانی) سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت ہوئی تو جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا:

"اے اہل عراق! کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جو رات کو شہید ہوا اور آج خدا کے پاس پہنچ گیا کہ جس سے پہلے سبقت نہیں لے سکے اور پچھلے اس تک نہیں پہنچ سکیں گے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے تو جبرئیل ان کے داہنی طرف اور میکائیل اُن کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے وہ بغیر فتح کے واپس نہیں آتے تھے"۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۲۲

ع۱: ملاحظہ کیجئے حدیث ۱۹

ع۲: النضر بن شمیل المازنی ابوالحسن النحوی نزیل مرو ثقۃ ثبت من کبار التاسعۃ مات سنۃ اربع ومائتین ولہ اثنان وثمانون (التقریب ص۳۵۰)

روی عن حمید الطویل وابن عون وهشام بن حسان ویونس بن ابی اسحاق وابن جریج . . . . والخلیل بن احمد وغیرهم. روی عنہ یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری واسحاق بن راهویہ ویحییٰ بن معین وعلی بن المدینی . . . وعبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی وآخرون. قال ابوحاتم عن ابن المدینی من الثقات وقال، عثمان الدارمی عن ابن معین ثقۃ وکذا قال النسائی وقال ابوحاتم ثقۃ صاحب سنۃ. وقال العباس کان النضر اماما فی العربیۃ والحدیث وهو اول من اظهر السنۃ بمرو وجمع خراسان وکان اروی الناس عن شعبۃ واخرج کتبا کثیرۃ لم یسبقہ

اليها احد (التهذيب ج ١٠ صـ ٤٣٦، ٤٣٥)

٣: يونس بن ابی اسحاق السبیعی ابو اسرائیل الکوفی صدوق یهم قلیلا من الخامسة مات سنة اثنتين وخمسين على الصحيح (التقريب ٣٩٠)

روى عن ابيه وانس وابي بردة وابي بكر ابن ابي موسى الاشعري والحسن البصري والمغيرة ابن سبل وابي داؤد الاعمى وملال بن خباب وجماعة وعنه ابنه عيسى والثوری وابن المبارك وابن مهدی والقطان ووکیع... والنضر بن شميل... وآخرون... قال عنه ابن معين ثقة وعن احمد حديثه معطرب وحديثه فيه زيادة على حديث الناس - وقال ابوحاتم كان صدوقا الا انه لا يحتج بحديثه - (التهذيب ج ١١ صـ ٤٣٣) (الجرح والتعديل ج ٩/ ٢٤٣)

٤: ابواسحاق السبيعي عمرو بن عبد الله بن عبيد ويقال علي ويقال ابن ابي شعيرة ابواسحاق السبيعي الكوفي والسبيع من همدان - روى عن علی بن ابي طالب والمغيرة بن شعبة وقد رآهما وقيل لم يسمع منهما وعن سليمان بن صرد وزيد بن ارقم والبراء بن عاذب وجابر بن سمرة... وابي عبيدة بن عبد الله بن مسعود وخلق كثير وعنه ابنه يونس وابن ابنه اسرائيل بن يونس... وسفيان بن عيينة وآخرون. وابوسحاق السبيعي ثقة الا انه اختلط بآخره ووصف بالتدليس (التهذيب ج ٨ صـ ٦٣)

٥: هبيرة بن بريم وزن عظيم الشيبانی بمعجمة ثم موحدة خفيفة و يقال الخارفي بمعجمة وفاء ابوالحارث الكوفي لا بأس به وقد عيب بالتشيع من الثانية (التقريب صـ ٣٦٣) روى عن علی وطلحة وابن مسعود والحسن بن علی وابن عباس وعنه ابواسحق السبيعي وابوفاختة قال الاثرم عن احمد لا بأس بحديثه هو احسن استقامة من غيره يعني الذين تفرد ابواسحاق بالرواية عنهم وقال عبد الله بن احمد هبيرة احب الينا من الحارث -

سیر السلوک الی ملک الملوک

(مدیر اعلیٰ)

اور اس مقام ثانی پر اسم ثانی یعنی اَللّٰہُ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو جائیں اور اَللّٰہُ کے آخری حرف یعنی ھا کو ساکن کریں، نیز تمام اسمائے مبارکہ میں یونہی کیا کریں، یعنی تمام اسما میں آخری حرف کو ساکن کریں، صاحبانِ تحقیق (اہلِ معرفت) فرماتے ہیں - کہ اِس اسم یعنی اَللّٰہُ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو، کیوں کہ اُس وقت تک نہ اس کا فائدہ ہوتا ہے، نہ ہی حقائق اشیا منکشف ہوتے ہیں، جب تک کثرت سے اس کا ذکر نہ کیا جائے، اور وہ یوں کہ آپ صبح و شام اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اس کا ذکر کریں - اور اپنے لئے ایک وقت مقرر کرکے اس وقت قبلہ رُخ ہو کر بیٹھیں، اور آپ کیلئے جس قدر ممکن ہو سکے، اس اسم اعظم کا ذکر کریں - آنکھیں بند کر کے بلند آواز کے ساتھ، اپنے سر کو اُوپر اُٹھا کر اپنے سینے پر ضرب لگائیں، اور دائیں بائیں توجہ نہ کریں، جس طرح کہ مقام اول پر اسم اول یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے ہوئے آپ دائیں بائیں متوجہ ہوتے تھے، اور اَللّٰہُ کے ہمزے یعنی اَلف کو، ثابت (ظاہر) پڑھیں اور ھا کو ساکن پڑھیں، جبکہ ھا سے پہلے آنے والے الف (لام پر جو کھڑی زبر ہے) اسے لمبا کر کے پڑھیں - اور اس اسم مبارک کی، ادائیگی میں جلدی سے بچیں، اور اس طرح اسم اوّل یعنی لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے ہوئے بھی جلدی نہ کریں - خوب اچھی طرح جان لیں کہ اس مقام میں بہت زیادہ اندیشے اور وسوسے (آپکے دل میں) پیدا ہوں گے، خاص طور پر اُس وقت جب آپ ذکر جہر (بُلند) اور ذکر خفی (پست) کے درمیان متوسط آواز سے ذکر کریں گے، تو یہ وسوسے اور اندیشے زیادہ پیدا ہوں گے، لیکن جب جہر، قوت اور شدت

کے ساتھ ذکر کریں گے، تو یہ آپ سے دور رہیں گے، کیونکہ یہ اسم ہر قسم کے اندیشوں اور وسوسوں کیلئے آگ (کی مانند) ہے، جو انہیں جلا کر خاکستر کر دیتا ہے، اور ان سے فوری طور پر خلاصی پانا ممکن نہیں، کیونکہ آپ کا دِل مخلوق کی طرف مائل ہے، اور یہ اٹل حقیقت ہے کہ جب آپ کا دل کبھی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو وہ چیز دِل پر نقش ہو جاتی ہے، اور آپ کے دل پر مخلوق کی شکلیں، ان کے افعال، خوبیاں، بُرائیاں، حرکات وسکنات اور اُن کی باتیں ثبت ہو چکی ہیں، اور اگر تو انہیں ناپسند کرتا ہے اور ان کو اپنے دِل سے دُور کرنا چاہتا ہے، تو اس وقت تک انہیں اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتا، جب تک کہ آپ تمام مخلوقات سے منہ موڑ نہ لیں، یعنی ان کی شکلوں کی طرف نہ دیکھیں، نہ ہی ان کی باتیں سُنیں، اور ہر قسم کی لذات (خواہشات) کو ترک کر دیں، یعنی ان کی بو بھی نہ سونگھیں، اور نہ ہی اس کا ذائقہ چکھیں، اور آپ کی زندگی میں کوئی شے باقی نہ رہے۔

اور ہم نے ابھی جن چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر آپ ان سے منہ نہیں پھیر سکتے تو آپ ان اندیشوں اور وسوسوں میں پھنسے رہیں گے، اور اس دکھ میں مبتلا رہیں گے، اور مخلوق کے حجاب کے باعث اللہ تعالیٰ سے محجوب رہیں گے اگر آپ معرفتِ الٰہی کے وصال کے پیاسے ہیں، تو مخلوق سے علیحدگی اختیار کریں، اور دُنیوی لذّات کو ترک کر دیں۔ کیوں کہ یہی وہ، باکمال مجاھدہ ہے۔ جس کے نتیجے میں مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔